

انتخاب از جناب محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

قسط ۲

امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

جے

برداشت حکیم الامت مولانا عتالویؒ

علوم و معارف

۲۳۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو امام صاحبؒ کا مذہب حدیثوں میں ایسا روشن نظر آتا ہے جیسا کہ نصف النہار میں آفتاب۔ بات یہ ہے، معرفت کے لئے فہم کی ضرورت ہے۔ بد فہم لوگ شب و روز معرض رہتے ہیں۔ بینائی تو اپنی خراب اور آفتاب پر اعتراض (الاضافات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۳ ص ۷۷)

۲۴۔ فرمایا: ایک گاؤں والے نے جو دیندار تھا اور بے تکلف حضرت مولانا گنگوہیؒ کو پاؤں دلو اتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگا مولوی جی! جی تو بڑا خوش ہوتا ہو گا کہ میں پاؤں دلوں اور دلوں فرمایا کہ ہاں خوش تو ہوتا ہے مگر اس وجہ سے کہ میں بڑا ہوں بلکہ راحت کی وجہ سے۔ تو وہ کہتا ہے کہ بس تو تم کو پاؤں دلوانا جائز ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس فہم کا۔ کہاں نظر پہنچی۔ آج کل تو مشائخ کی بھی ان دقائق پر نظر نہیں۔ (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۷۹، ص ۲۴۲ ج ۲ ص ۲۲۵ ص ۲۶۰)

۲۵۔ فرمایا: میں ہر کام میں ہر بات میں احتیاط کا پہلو اختیار کرتا ہوں۔ مجھ کو اس پر وہی کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے میری شکایت کی گئی کہ یہ جلسہ میں اگر مدرسہ کی رقم سے کھانا نہیں کھانا۔ حضرت مولاناؒ نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے صاف عرض کر دیا کہ مجھ کو اس کے بوز میں شبہ ہے۔ حضرتؒ نے کچھ نہیں فرمایا۔ ایک شخص نے میرا وعظ سن کر سو روپے چندہ بلقان میں دئے اور انجن ہلال امر میں داخل کئے گئے اور احمق نے مجھ سے تقاضا کیا کہ مسطنطنیہ سے اسکی مستقل رسید منگا دو ورنہ میرا روپیہ واپس دو۔ میں نے قطع شغب کیلئے اپنے پاس سے روپیہ دے دیا۔ ایک مولوی صاحب نے یہ سن کر مجھ سے فرمایا کہ اپنے پاس سے کیوں دئے تمہاری معرفت جو چندہ بلقان جمع ہوتا اس میں سے سو روپے رکھ لئے ہوتے اور تاویل یہ کی کہ خاص اسکی دی

ہوئی رقم تو واپس کر دینا جائز ہی تھا۔ اور وہ رقم اور دوسرے چندہ کی رقم سب ایک ہی حکم میں ہیں۔
لیا ٹھکانا ہے اس بد احتیاطی کا، نضانی غرض کا جب غلبہ ہوتا ہے ایسی ہی باتیں سوچتی ہیں، میں تو
اکثر کہا کرتا ہوں کہ انوال کے باب میں اکثر اہل علم کو بھی احتیاط نہیں الا ماشاء اللہ اور عوام تو کیا
ہوتی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۹۵)

۲۶۔ فرمایا: ایک مرتبہ میں گنگوہ حاضر ہوا۔ حضرتؒ کی شفقت کی یہ حالت تھی۔ یہ فرمایا کہ جب
تم آجاتے ہو دل تازہ ہو جاتا ہے۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی کہ حضرت باؤں گا۔ فرمایا کہ اتنی
جلدی۔ میں نے کہا کہ کپڑے میلے ہو گئے ہیں زیادہ ٹھہرنے کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ فرمایا
کہ کپڑے تو ہم دے دیں گے میں نے عرض کیا حضرتؒ اور بھی کام ہے۔ پھر حضرتؒ نے کچھ
نہیں فرمایا۔ حضرتؒ کے کپڑے پہننے کو بھی جی نہیں چلا۔ بے ادبی معلوم ہوئی (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۹۵)
اس مفروضہ سے معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ حضرت حکیم الامتؒ پر کتنی شفقت فرماتے تھے۔
اور حضرت حکیم الامتؒ حضرت گنگوہیؒ کا کتنا ادب کرتے تھے۔

۲۷۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ واقعی حضرتؒ اپنے وقت میں اس
فن کے مجتہد تھے اسکے ساتھ ہی حضرت میں انتظامی شان بھی تھی۔ خصوصاً شریعت کی حفاظت
میں ایک مرتبہ امیر شاہ خاں صاحبؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے ایک فتویٰ کے متعلق جس میں کچھ
توسع فرمایا گیا تھا۔ حضرتؒ کو ایک خط لکھا مارا کہ جب آپ حضرات ایسی باتوں کو جائز کہیں گے
تو بعینہ معلوم کہاں پہنچ جائیں گے۔ لکھنے کو تو لکھ گئے مگر اس کے بعد توبہ یہ ہوئی کہ ایسا لکھنا
سود ادب ہے۔ دوسرا خط لکھا کہ ایک خط ایسی بے ادبی کا لکھ چکا ہوں اور نادام ہوں امید ہے
کہ احقر کو معاف فرمائیں گے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ امیر شاہ خاں صاحبؒ مجھے حیرت
ہے کہ اظہار حق کے بعد ندامت۔ مجھ کو تو جیسے پہلے خط سے خوشی ہوئی تھی۔ دوسرے سے

اتنا ہی رنج ہوا۔ یہ تھی ان حضرات کی شان حفاظت شریعت کی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۹۵)
۲۸۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت دجال کے ظہور کے وقت ہر ایک سال کا دن ہوگا
کیا حقیقت میں وہ ایک دن ہوگا۔ فرمایا کہ وہ ایک دن نہ ہوگا۔ تین سو ساٹھ ہی دن ہو گئے مگر
وہ میں تصرف کرے گا۔ اور جہاں اس کا تصرف نہ پہنچے گا، وہاں یہ آخر نہ ہوگا۔ یہ تحقیق مشہور
نہیں مگر ایک حدیث سے مستنبط ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ فَيَقْتَحُونَ تَسْطِطْنِيَّةً
فَبَيْنَاهُمْ لَيَقْسِمُونَ الْعَنَائِمَ اِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ اِنَّ الْمَسِيحَ تَدَّ خَلْقَكُمْ

فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءَ الشَّامُ خَرَجَ (رواہ مسلم کذا فی مشکوٰۃ
الفصل الاول من باب الملاجم) (یعنی مسلمان تسلط ظنیہ کو فتح کریں گے اور اس حال میں کہ

مسلمان مالِ غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے شیطان چنچے گا کہ وہاں نے تمہارے اہل و عیال
پر حملہ کر دیا ہے اور یہ بات غلط ہوگی پھر جب مسلمان شام میں آویں گے وہاں نکل آوے گا۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر غلط ہوگی مگر اس کے غلط ہونے پر شام پہنچنے

تک اس سے استدلال نہ کر سکیں گے کہ دن تو طویل ہوا ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ستمیں
مجی سمجھیں گے کہ اس کا تصرف عام نہ ہوگا تو ممکن ہے کہ خروج کی خبر صحیح ہو مگر ہم پر اس تصرف کا
اثر نہ ہو۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے یہ تقریر فرمائی تھی۔ (الاقاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۳)

۲۹۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے انتقال پر فرمایا تھا،
میں سے حضرت کا عشق معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرے پاس ایک چیز نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ دریا
کیا گیا حضرت وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا وہی چیز جسکی وجہ سے تم مجھ کو بڑا سمجھتے ہو۔ میں اس سے یہ سمجھا
کہ اس سے مراد تعلق مع اللہ ہے۔ (الاقاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۶)

۳۰۔ فرمایا: مولانا اسماعیل شہیدؒ حب عقلی کو افضل فرماتے تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ
حب عشقی کو اور حضرت مولانا گنگوہیؒ نے خوب تطبیق دی ہے مجھ کو تو وجد ہو گیا کہ حیات میں تو
حب عقلی افضل ہے۔ اور مرنے کے وقت حب عشقی۔ (الاقاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۶)

۳۱۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے یہاں اپنے اور بزرگوں سے زیادہ انتظام تھا۔ اس انتظام
کا نام معتزمین نے آجکل قانون رکھا ہے اور قانون حکومت سے تشبیہ دے کر طعن کیا کرتے
ہیں۔ (الاقاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۴۶)

۳۲۔ فرمایا آجکل دوستی کا نام ہی نام رہ گیا ہے ورنہ حقیقت تو قریب قریب مفقود ہے۔
حضرت مولانا گنگوہیؒ کی مجلس میں حافظ محمد احمد صاحبؒ اور مولوی حبیب الرحمن صاحبؒ حاضر تھے
جسکی دوستی مشہور و معروف تھی۔ حضرت نے ان سے دریافت فرمایا کہ کبھی تم میں اور ان میں
بے لطفی یا لڑائی بھی ہوتی ہے۔ عرض کیا کہ حضرت کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ یہ دوستی بائندار
ہے درخت وہ مستحکم ہوتا ہے کہ جس پر آندھی آجکل ہو پھر اپنی برٹوں کو نہ چھوڑا ہو۔ بس دوستی
بھی وہی ہے کہ باہم لڑائی بھی ہو جائے اور پھر تعلقات باقی رہیں۔ (الاقاضات الیومیہ ج ۲ ص ۳۱۴)

۳۳۔ فرمایا: ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو مزہ پہلے آتا تھا، اب نہیں آتا۔

میں نے کہا کہ میاں مزہ تو مذہبی میں ہے یہاں کہاں مزہ ڈھونڈتے پھرتے ہو جیسے مولانا فضل الرحمن صاحب نے ایسی شکایت کے جواب میں فرمایا تھا کہ تم کو خبر نہیں پرانی جو رو اماں ہو جاتی ہے، مطلب یہ کہ اول شوق کا غلبہ ہوتا ہے۔ پھر اس کا اور مزہ شوق میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب (عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب مجذوب) نے عرض کیا حضرت سنا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک مثال فرمائی ہے کورے بدھنے کی کہ اول جس وقت اس میں پانی بھرا جاتا ہے تو بڑا شور مارتا ہے اور بعد میں پرانا ہو جاتا ہے اور پرانے پر وہ شور نہیں ہوتا بلکہ سکون کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے رگ دریشہ میں پانی سرایت کر چکا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا واقعی عجیب مثال ہے، عارفین کو حسن تمثیل حضرات انبیاء علیہم السلام سے عطا ہوتی ہے۔ تلمیذی بیضادیؒ نے بھی لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور حکماء کی باتوں میں مثالیں بہت ہوتی ہیں۔ وہ حقائق کے مطابق پر اور محسوسات سے معانی کی توضیح پر قادر ہوتے ہیں۔ ان کو ایک نور عطا ہوتا ہے، جس سے ان کو حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۱)

۳۴۔ فرمایا: طالب علمی کے زمانہ میں کسی دوسری طرف متوجہ ہونا تعلیم کو برباد کرنا ہے۔ طالب علم کے لئے جمعیت قلب اور کمیونٹی ضروری ہے اس کے برباد ہونے سے تعلیم برباد ہو جاتی ہے۔ میں نے زمانہ طالب علمی میں حضرت مولانا گنگوہیؒ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تھی۔ اس پر حضرتؒ نے یہ فرمایا تھا کہ جب تک کتابیں ختم نہ ہو جائیں اس خیال کو شیطانی خیال سمجھنا۔ واقعی یہ حضرات بڑے حکیم ہیں کیسی عجیب بات فرمائی۔ ایک وقت میں قلب و طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پس ضروری کو غیر ضروری پر ترجیح دینا چاہئے اور طالب علمی ضروری ہے اور بیعت ضروری نہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲)

۳۵۔ فرمایا کہ نماز تو حضرت مولانا گنگوہیؒ پڑھاتے تھے ایسی ہلکی کہ ذرہ برابر مقتدیوں پر گرانی نہ ہو۔ حضرتؒ تو صبح کی نماز میں اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور سورہ بروج پڑھا کرتے تھے۔ ضرورت ہے اسکی کہ لوگوں کی راحت کا خیال رکھا جائے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۳)

حضرت حکیم الامتؒ نے اسی مغرور میں علماء عیدین اور جمعہ کے خطبے لمبے پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ لمبے خطبے پڑھنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ سمجھیں گے کہ بڑا عالم ہے۔ اس مرض کا نام حسب جاہ ہے۔

۳۶۔ فرمایا: مخرج تو مسوڑھوں سے بھی ادا ہو سکتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے دانت

نہ رہے تھے مگر قرآن شریف پڑھنے کے وقت یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے دانت نہیں ہیں۔ عمر انہی سال کی تھی۔ ایک صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر۔ پھر روٹیاں جپانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے۔ نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔ حضرت بڑے ہی ظریف تھے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹)

۳۷۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک ذاکر کے اس شبہ پر کہ اس (جہر) میں ریا ہے۔ یہ جواب فرمایا تھا کہ ذکر جہر میں تو سب دیکھ رہے ہیں کہ اللہ اللہ کر رہے ہیں اور ذکر خفی میں گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ نہ معلوم لوح و قلم عرش و کرسی کی سیر کر رہے ہیں۔ تو اس حساب سے ذکر خفی میں ذکر جہر سے زیادہ ریا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲)

۳۸۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ سے کسی شخص نے کہا تھا کہ اگر حضرت بیت اللہ تشریف لے جائیں تو سفر خرچ کس لئے کل روپیہ میں دوں گا۔ سن کر فرمایا دیکھو تو کیسی اچھی بات ہے ایک تربیت اللہ کی زیارت اور دوسرے حضرت حاجی صاحبؒ سے ملاقات مگر کچھ حالت ایسی ہو گئی ہے کہ طبیعت میں جانا نہ جانا دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲)

۳۹۔ فرمایا: بزرگوں کی توجہ اور عنایت بڑی دولت ہے اسکی قدر کرنا چاہئے، میں تو اپنے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہے سب اپنے بزرگوں کی نظر اور توجہ کی برکت ہے۔ یہاں پر جو مدرسہ ہے کوئی مستقل اسکی آمدنی نہیں۔ شان و شوکت نہیں مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ یہاں کی نسبت فرمایا تھا کہ بنیائی نہیں رہی ورنہ ایک مرتبہ تھا نہ بھون جا کر دیکھتا۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲)

۴۰۔ فرمایا: ایک صاحب نے حضرت مولانا گنگوہیؒ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا تو اسے حق کیلئے کچھ گفتگو کرنا چاہی اور یہ گفتگو کی کہ حضرت وہ چھوٹی چھوٹی باتیں کو کسی ہیں جن سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت نے مزاحاً فرمایا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے انبیٹھ والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہوگا، ہمارا نہیں ٹوٹا۔ کہنے لگے یہ ہی کفر و شرک کی باتیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت کفر و شرک کی باتیں تو چھوٹی ہو گئیں۔ پھر بڑی کوئی باتیں ہوں گی۔ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹)

۴۱۔ فرمایا: ایک اور حکایت حضرت مولانا گنگوہیؒ نے نقل فرمائی، گنگوہ میں ایک بے قید و ریش آیا۔ شہرت ہوئی۔ ایک آوارہ عورت کو بھی معلوم ہوا۔ اس نے اپنے آشنا سے کہا کہ جلدی ہم بھی اللہ واسے کی زیارت کر آئیں۔ دونوں گئے۔ مرد تو جا کر شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور یہ عورت

بوجہ شرمندگی ایک طرف بیٹھ گئی۔ شاہ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ بازاری عورت ہے۔ آپ کی زیارت کو آتی ہے، مگر بوجہ اس پیشہ کے شرمندگی کے سبب پاس آنے سے رکتی ہے، وہ شاہ صاحب کیا کہتے ہیں کہ بی پاس آباد جی۔ شرمندگی کی کوئی بات ہے وہی کرتا ہے وہی کرتا ہے (نعوذ باللہ) یہ الفاظ سن کر اس عورت کے سر سے پیر تک آگ لگ گئی اور کھڑی ہو گئی اور اس آشنا یعنی اپنے ساتھی سے کہا کہ جھڑو سے تو تو اسکو بزرگ بتلاتا تھا۔ یہ تو مسلمان بھی نہیں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دی۔ میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ سے اس حقیقت تک کسی مفتی کا ذہن تو پہنچ سکتا تھا، مگر بے چاری جاہل نے کیا سمجھا۔ یہ فہم کی بات ہے اور اس میں فہم تو تھا ہی، بغض فی اللہ کس درجہ تھا کہ بیٹھ نہ سکی۔ خاموش نہ رہ سکی، چل دی۔ بھلا ان واقعات سے کیا کوئی کسی کی تحقیر کر سکتا ہے یا سیر سمجھ سکتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۱۰)

۴۲۔ فرمایا: ایک بی بی تین مرتبہ آچکی ہیں اور تینوں دفعہ محروم گئیں۔ سمجھتی ہوں گی کہ اس سے زیادہ کوئی سخت نہیں، اور آج سلیقہ سے آنا ہوا سب دفعہ کی کلفت باقی رہی، اب کہتی ہوں گی کہ اس سے زیادہ کوئی نرم نہیں۔ حالانکہ نہ میں سخت ہوں نہ نرم۔ میں تو اصول کے ماتحت کام کرتا ہوں۔ یہ ہی دوسروں سے چاہتا ہوں۔ باقی کسی کا اصول اور سلیقہ سے کام کرنے کا قصد نہ ہو۔ اسکی تو قصد ہی لی جائے گی۔ یہی ناگوار ہوتا ہے۔ کیونکہ مذاق وہ ہو رہا ہے جیسا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ کسی گروہ کے پاس ایک شخص گیا کہ چلیا بناؤ۔ گروہ نے کہا چلیا بناؤ! مشکل ہے تو کہتا ہے گروہی بناؤ۔ یہ لوگ گروہ بننے ہی آتے ہیں۔ سو میں بھی گروہ بنا کر ہی بھیجتا ہوں۔ میرے یہاں ان سب شرائط اور صورتوں کا مشترک مقصد حصول مناسبت ہے۔ ان سب تدابیر سے مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اسی سے اذیت ہوتی ہے کہ یہ اپنے منصب کے خلاف کر رہا ہے۔ محروم رہے گا۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۱۰)

۴۳۔ فرمایا: حضرت عمر فاروقؓ نے ایک قانون مقرر کر کے کیا اچھا انتظام کیا تھا کہ سارے ملک کو درگاہ بنادیا تھا وہ یہ کہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ بازار میں بجز ایسے شخص کے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہو سائل فقیرہ جانا ہو۔ مطلب یہ تھا کہ جو خریدار ان سے مقابلہ کریں گے ان کو بھی مسائل سے آگاہی ہو جائے گی اس طرح سے بلا مشقت تمام ملک مدرسہ ہو جائے گا، سو وہ تو سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے اور آج کل بقول مولانا رشید احمدؒ مولویوں میں یہ کمی ہو گئی ہے کہ پڑھ کر یا تو دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یا ذکر و شغل میں درس و تدریس چھوڑ بیٹھتے ہیں تو وہ اپنے مقام کو

بھی مدرسہ نہیں بنانے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۲۱) حق نے تو اکثر کی یہ حالت دیکھی ہے کہ جو کچھ پڑھتے ہیں اس میں کسی میں چھوڑ آتے ہیں۔ دوسروں کی تو کیا خود اپنی اور اپنے گھر والوں بیوی بچوں کی بھی اصلاح نہیں کرتے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

وائے ناکامی متاع کارواں جانا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زبیاں جاتا رہا
(باقی آئندہ)

دیانتداری اور خد مت

ہمارا شعار ہے

ہم اپنے ہزاروں کرم سرواؤں

کا

شکر ادا کرتے ہیں
جنہوں نے

پستول مارکہ آٹا

پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے

ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے

جسے

آپ جتنے پسند کریں گے

نوشہرہ فلور ملز جی ٹی روڈ نوشہرہ

فون نمبر ۱۲۶

ایگل

ایک
عالمگیر
قلم!

ہر
دستیاب
جگہ
پر

سلطانی شاہراہ انڈیا گپتی
برٹ مڈل کراچی

سلطانی شاہراہ انڈیا گپتی
صدیقی انڈسٹریز، لاہور